نوحہ

وہ دستکار ہے ابنِ علیؑ کا نقشِ قدم
جو سجدہ گاہ بناتا ہے آدمی کے لئے

وہ جس پہ چاند ستارے نماز پڑھتے ہیں
جہاں پہ جھکتا ہے سورج بھی روشنی کے لئے

وہ جس کے جلوؤں کا جنت طواف کرتی ہے
ہر ایک جھولی جہاں روشنی سے بھرتی ہے
وہ جس کی دید سے بینائی بھی سنورتی ہے

خدا کا نور بھی جس کی دلیلیں دیتا ہے
تجلیوں کی جو تازہ مثیلیں دیتا ہے
جو پیاسی نظروں کو نوری سبیلیں دیتا ہے

اُچھل کے دیکھتی ہے خود فرات بھی جس کو
ستارے اوڑھ کے تکتی ہے رات بھی جس کو
سلام کرتے ہیں غازیؑ کے ہاتھ بھی جس کو

بنا ہے پیکرِ آدمؑ اِسی کی مٹّی سے
بنا ہے روح کا مرہم اِسی کی مٹّی سے
کھنچا ہے نقشۂ عالم اِسی کی مٹّی سے

زمیں کا تاج فلک کے لئے خزانہ ہے
جہاں پہ بنتی ہے قسمت وہ آستانہ ہے
اِسی کی گود میں دنیا کا آب و دانا ہے

نجات چلتی ہے جس پر یہ نقشِ پا ہے وہی
حیات پلتی ہے جس پر وہ نقشِ پا ہے یہی
جبیں مچلتی ہے جس پر وہ نقشِ پا ہے یہی

زمیں پہ نور کا سیلاب اِس نے چھوڑا ہے
اِسی نے سوئی ہوئی راہ کو جھنجھوڑا ہے
اِسی نے بیعتِ فاسق کا ہاتھ توڑا ہے

پلٹ کے دشتِ مصیبت سے جب نہ آئے حسینؑ
دیئے دکھائی بن کو جو نقشِ پائے حسینؑ
زمیں پہ گر پڑی زینبؑ یہ کہہ کے ہائے حسینؑ

عیاں جو دشتِ مصیبت میں شام ہونے لگی
سکینہؑ باپ کی فرقت میں جان کھونے لگی
لپٹ کے نقشِ قدم سے غریب رونے لگی

عجیب گوہرؔ و رضوان نقش کاری ہے
کہ ایک نقش ہی دونوں جہاں پہ بھاری ہے
زبانِ کُن پہ یہ اب تک بیان جاری ہے

شاعرِ اہلِ بیتؑ گوہرؔ جارچوی